تاریخ اعثم کوفی اردو

ہو اہستان

سنہ ۱۳۱۴ ہجری

یہ وہ تاریخ ہے کہ جسمیں بعض ضروری حالات وواقعات اور مناقشات ومشاجرات وفات جناب سرورکائنات کے بعد سے لیکر جناب مظلوم کربلا کی شہادت تک کے مندرج ہیں فی الحقیقت ہر اک منصف مزاج کے لئے بشرطیکہ محقق ہو بصیرت اور بصارت کا آئینہ ہے البتہ متعصب اور معاند کے لئے سودمند نہیں وہی لوگ مستفیض ہوسکتے ہیں جو بغرض استفادہ بامعان نظر ابتدا سے انتہا تک ملاحظہ فرمائیں گے اگرچہ مصنف کتاب نے اکثر مواقع پر حق وباطل کو گڈمڈ کردیا ہی لیکن تاہم بقول آنکہ اگر در خانہ کس ست حرفے بس است۔ اہل بصیرت کے لئے کلمہ حق بس ہے۔ سیاق وسباق عبارت جابجا شہادت دیتی ہے کہ ہمیشہ حق کا بول بالا ہوتا ہے۔ چونکہ ہمارے حضرات شیعہ بھی اس کتاب کے ملکی زبانمیں ترجمہ ہوکر چھپنے کے متمنی تھے بناءً علیہ حسب استدعائے مومنین موقنین بصرف زر کثیر اسکا ترجمہ کرایا گیا اور باوجود عدیم الفرصتی کے کہ صدہا ضروری کتابوں کے مسودات بنابر طبع زیر تجویز تھی اسکو مقدم سمجھا گیا اب قدردانی خدا کے ہاتھ ہے

سید صغیر حسن شمسی نے مطبع یوسفی دلی میں چھپوا کر شائع کیا

بہن میں ہوں تونے اپنا کیا حال کیا۔ اپنی آبرو ضائع کی اور ہلاکت میں پڑی اُسکے بعد اُسے شہر بصرہ میں لیجا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں جہاں وہ آتے ہی اُتری تہیں ٹھہرایا عائشہ نے کہا میں قسم دلاتی ہوں کہ عبداللہ بن زبیر کو بلا دو۔ محمد نے کہا اُسے بلا کر کیا کروگی یہ سب مصیبت اور خرابی تمہیں اُسی کے سبب اُٹھانی پڑی ہے۔ عائشہ نے کہا مجھے زیادہ مت ستا اُسے بلا لا وہ تیرا بھانجہ ہے میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس معرکہ میں اسکا کیا حال ہوا محمد میدان جنگ میں واپس آیا عبداللہ کو بہت ہی مجروح اور خستہ حال دیکھا کہا کہ اٹھو کہ ہم اپنے گھر چلیں عبداللہ گھوڑے پر سوار ہوا اور محمد اُسکے پیچھے بیٹھا جب داخل خانہ ہوا عائشہ اسکا یہ حال دیکھکر رونے لگیں اور گلے سے لگا لیا پھر مصروف علاج ہوئیں پھر عائشہ نے محمد سے کہا جا اِسکے واسطے علی سے امان طلب کرو۔ محمد نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عبداللہ بن زبیر کے واسطے امان طلب کی آپنے فرمایا ایک عبداللہ کیا میں نے تمام عالم کو امان دی اُسکے بعد جناب امیر نے عبداللہ بن عباس کو بلا کر کہا عائشہ کے پاس جاؤ اور کہدو کہ اُٹھو مدینہ جاؤ۔ بصرہ میں زیادہ نہ ٹھہرو۔ عبداللہ بن عباس نے عبداللہ بن خلف کے دروازے پر کہا مجھے عائشہ سے کچھ کہنا ہے۔ اجازت ہو تو اندر آ کر پیغام پہنچا دوں عائشہ نے اجازت نہ دی۔ عبداللہ بے اجازت ہی اندر چلا گیا چند تکیے پڑے ہوئے تھے انہی میں سے ایک اٹھا کر اُسپر بیٹھا۔ عائشہ نے کہا اے عباس کے بیٹے تونے سنت امر کو ترک کر دیا کہ میری اجازت بغیر اندر چلا آیا اور بغیر میرے کہے تکیہ پر بیٹھا عبداللہ نے کہا تمہیں سنت سے کیا علاقہ سنت جاری و منع اور آئین ہے ہمنے ہی تمکو اور تمہارے باپ کو سنت کی تعلیم دی ہے اگر تم اسی حجرہ میں رہتیں جسمیں جناب رسولخدا نے چھوڑا تھا اسطرح اس گھر سے قدم باہر نکالتیں تو کوئی شخص آپکی بلا اجازت قدم نہ رکھتا تھا وہ گھر جسمیں رہنے کیلئے خدا اور رسولخدا نے تمکو حکم دیا ہے تم خدا اور رسولخدا کی اجازت بغیر اُس گھر سے نکل آئیں اور جو کچھ فساد کیا سو کیا اب جناب امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ فوراً مدینہ چلی جاؤ یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرو۔ عائشہ نے کہا اللہ تعالی امیر المومنین عمر بن خطاب پر رحمت نازل کرے امیر المومنین تو وہ تھے عبداللہ بن عباس نے کہا شکر خدا کہ آج اہل عالم کے امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں گو تم اُن سے ناخوش ہو عائشہ نے کہا میں اس امر سے انکار کرتی ہوں عبداللہ نے جوابدیا کہ انکار کرنا تمہارے حق میں بہت نامبارک ہوا ہے۔ اور بہت جلدی اسکا ظہور ہو گیا ہے۔ تمہارا حکم اور دبدبہ زیادہ دیر نہیں رہا بہت جلدی ختم ہو گیا۔ عائشہ رو پڑیں اور کہا میں ایسا ہی کرونگی اور اس شہر سے نکل جاؤنگی کیونکہ اے بنی ہاشم جسجگہ تم نظر آتے ہو مجھے وہ جگہ سب جگہ سے زیادہ ناگوار گزرتی ہے عبداللہ نے کہا تم ایسا کیوں فرماتی ہو تمہارے پاس جسقدر نعمتیں موجود ہیں سب ہماری ہی دی ہوئی ہیں عائشہ نے کہا میں تمہاری ایک بھی نعمت نہیں رکھتی عبداللہ نے جوابدیا اول نسب تیم اور عدی ہے تم اُسکے سبب ام المومنین نہیں کہلاتی ہو بلکہ ہماری وجہ سے تمہیں ام المومنین کہتے ہیں ورنہ تم ام رومان کی بیٹی ہو تمہارا باپ جنہیں عتیق کہتے ہیں ابوقحافہ کا بیٹا ہے وہ بھی ہمارے سبب سے صدیق ہوا ہے عائشہ نے کہا تو رسولخدا صلعم کے ذریعہ سے مجھپر احسان جتاتا ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں رسولخدا صلعم کے ذریعہ سے پھر کیوں نہ احسان جتاؤں خدائے واحد کی قسم جناب رسالتمآب کا ایک بال بلکہ اسقدر حصہ جتنا ناخن سے لگا رہجائے کسی شخص پر ہو تو بھی وہ تم پر بلکہ تمام مومنین پر ہم احسان رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہزار در ہزار احسان کا موقع ہے اور کون شخص ہے جو آنحضرت کے بال برابر احسان کا حق ادا کر سکتا ہے تم انکی نو بی بیوں میں سے ایک بی بی ہو۔ تم اُن سے شکل میں زیادہ اچھی نہیں نہ اصل اور نسب ہی میں زیادہ عزیز اور بزرگ ہو اور تم حکمرانی چاہتی ہو کہ سب تمہارا کہنا مانیں کوئی خلاف امر نہ کرے ہم جناب رسولخدا صلعم کے گوشت پوست اور خون میں آنحضرت کا ورثہ اور علم ہم میں موجود ہے۔ عائشہ نے کہا علی تیری ان باتوں سے گرویدہ نہ ہوگا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ اسے تسلیم نہ کریگا۔ عبداللہ نے کہا میں اُنسے جھگڑا نہیں کرتا بلکہ انکا فرمانبردار ہوں کیونکہ میری نسبت آپ رسولخدا کے زیادہ قریبی قرابت دار ہیں اور وراثت و علم رسولخدا کے سب سے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں کیونکہ آپ جناب رسالتمآب کے بھائی اور چچا کے بیٹے اور انکی لڑکی کے شوہر اور انکے دو فرزندوں کے باپ ہیں اور شہر علم و میدان جنگ کے بہادر ہیں اور تمکو ان امور سے کیا نسبت خدا کی قسم تمہارے اور تمہارے باپ کے حق میں جو کچھ کیا ہے تم اسکا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی تمہیں اسقدر

کر سکتی تھیں وہ بھی نہیں کیا بلکہ جو کچھ تھے کیا وہ کیا عبداللہ اسقدر کہکر عائشہ کے پاس سے واپس چلا آیا اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر جملہ گفت و شنید
عرض کر دی آپنے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ اس قسم کی باتیں ہونگی پھر حکم دیا کہ رسولخدا کی سواری کے مرکب پر زین رکھیں اور جب پاس آئی تب جب مرکب آیا سوار
ہو کر عائشہ کے در پر تشریف لائے اذن چاہا پھر اندر گئے دیکھا عائشہ بیٹھی رو رہی ہے اور بصرہ کی کچھ عورتیں اسکے ارد گرد بیٹھی ہوئی روتی ہیں
عبداللہ بن خلف خزاعی کی عورت نے امیر المؤمنین کو دیکھ کر فریاد کی اور اسکے قبیلے کی جو عورتیں وہاں موجود تھیں انہوں نے بھی فریاد کرتے ہوئے
آپکی طرف منہ کیا اور کہنے لگیں اے دوستوں کے قاتل اور جماعت کے پریشان کرنیوالے خدا تیرے فرزندوں کو یتیم کرے جیسا کہ تو نے عبداللہ بن خلف
کے بچوں کو یتیم کیا ہے جناب امیر نے اُسے پہچان کر فرمایا تو وہی ہے جو مجھے دشمن سمجھتی ہے کیونکہ میں نے تیرے دادا کو بدر کی لڑائی میں اور تیرے باپ کو
جنگ اُحد میں اور تیرے شوہر کو کل ہی قتل کیا ہے اور اگر جیسا تو کہتی ہے میں ویسا ہی دوستوں کا قاتل ہوتا تو جتنے آدمی اس گھر میں ہیں سب کو قتل
کر دیتا پھر عائشہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا ان کتیوں کو تنے بھونکایا ہے اگر میں امن کو پسند نہ کرتا تو اسیوقت سبکو گھر سے نکالکر قتل کر دیتا۔ عائشہ
اور اور عورتیں حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد سنتے ہی دم بخود ہو گئیں پھر کچھ نہ بولیں اسکے بعد آپ نے عائشہ کو تنبیہ فرمائی اور کہا
اللہ تعالیٰ نے تمہیں گھر میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا تھا کہ باہر نہ نکلنا تم گھر سے نکلکر خدا کی گنہگار ہوئیں اپنکو لڑائی میں مبتلا کیا لوگوں کو مجھ سے لڑوایا اور اس
بات کا خیال نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اور تمہارے باپ کو ہماری ہی وجہ سے شریف کیا ہے اور ہماری قرابت کے سبب تم اُمّ المؤمنین کہلائیں اٹھو
اسی گھر میں جاکر رہو جو تمہارے رہنے کی جگہ ہے یہ فرماکر آپ واپس چلے گئے دوسرے دن آپنے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اپنے
جاکر کہا امیر المؤمنین نے اُس خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں ہر شے ہے قسم کھائی ہے کہ اگر تم اسیوقت نہ اٹھیں اور جانب مدینہ روانہ نہ ہوئیں تو جس
بات سے تم آگاہ ہو تمہارے حق میں وہی کلمہ کہہ دونگا۔ عائشہ اُسوقت سر میں کنگھی کر رہی تھیں ایکطرف کے بال گوندھ لئے تھے اور دوسریطرف
کے بسے ہوئے جونہی حسن نے یہ کہا عائشہ دوسریطرف کے بال ویسے ہی بے گندھے چھوڑ کر کھڑی ہو گئیں اور کہا ابھی جاکر میری سواری لاؤ اور
اسباب لادو کہ میں مدینہ جاتی ہوں۔ مہالبہ کی ایک عورت نے جو وہاں موجود تھی پوچھا اے اُمّ المؤمنین عبداللہ بن عباس تمہارے پاس آیا
جو کچھ اُسنے کہا تھے ایسے ایسے سخت سخت جواب دے کہ وہ غصہ ہو کر چلا گیا پھر جناب امیر بنفس نفیس تشریف لائے اور کئی باتیں درمیان میں آئیں
لیکن عبداللہ اور علیؑ کی تخویف اور تہدید سے اسقدر نہ گھبرائیں جسقدر اس لڑکے کے کہنے سے اسکا کیا سبب۔ عائشہ نے جواب دیا میں اسکی بات
سے اسلئے مضطرب ہو گئی کہ وہ فرزند رسول ہے جو شخص حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کی زیارت کرنی چاہے وہ اسکی آنکھ کی
سیاہی دیکھے اور ایک اور بات ہے جو حضرت علیؑ کی زبان سے علاقہ رکھتی ہے حسنؑ کی زبانی اسبات کا اشارہ کہلا بھیجا ہے ناچار مجھے
ماننا اور یہاں سے جانا پڑا اُس عورت نے کہا میں اُس خدا کی جسنے جناب محمد مصطفےٰ صلعم کو راستی کے ساتھ پیدا کیا ہے قسم دلاکر کہتی ہوں کہ
مجھے بتادو وہ کیا بات ہے عائشہ نے کہا تو نے مجھے قسم دلادی ہے اسلئے تجھ سے کہتی ہوں ایکدفعہ آنحضرت صلعم جہاد سے تشریف لائے اور
بہت سا مال غنیمت لایا آپ وہ مال صحابہ میں تقسیم فرمانے لگے میں اور آپکی بیبیاں اس مال غنیمت میں سے کوئی شے طلب کرنے لگیں ہمنے زیادہ اصرار کیا
اور جناب رسالتمآب ہمارے اصرار سے تنگ ہوئے۔ علیؑ بھی اسوقت موجود تھے اس اصرار پر ہمیں ملامت کی اور کہا زیادہ نہ بولو خاموش رہو۔
آنحضرت کی طبیعت مکدر ہوتی ہے ہمنے جواب میں سختی سے کام لیا اور علیؑ کو رنجیدہ کیا علیؑ نے کلام الٰہی میں سے یہ آیت پڑھی عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ
يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا ہمنے پھر بھی اصرار کیا اور سخت باتیں کہیں حضرت رسولخدا کو غصہ آگیا اور جو کچھ ہمنے علیؑ کی نسبت کہا تھا انہیں سخت ناگوار
گذرا فرمایا اے علی میں نے ان عورتوں کی طلاق اپنی وفات کے بعد تیرے اختیار میں دی ان میں سے جسے چاہے طلاق دیدے اب میں ڈر گئی کہ علی کی
بات نہیں مانی تو وہ مجھے طلاق دیدیگا پھر میں رسولخدا کی زوجہ نہ ہونگی اس سبب سے میں ابھی مدینہ جاتی ہوں القصہ جب عائشہ نے بصرہ سے سفر
مدینہ اختیار کیا امیر المؤمنین نے بصرہ کی کچھ عورتوں کو مردانہ لباس پہناکر اور سر پر عمامے بندھوا کر حکم دیا کہ عائشہ کے ہمراہ جاؤ بصرہ سے کچھ دور نکلکر عائشہ نے

قصۂ بازگشتن عائشہ از بصرہ بمدینہ